ام سویق مشہور ہوا۔ یہ ذی قعدہ ۲ھ (مئی ۶۲۴ء) کا واقعہ ہے۔

غزوۂ ذی امر

غزوۂ سویق سے واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ ۲ھ اور محرم ۳ھ کے مہینے مدینہ منورہ ہی میں گزارے۔ پھر اطلاع ملی کہ ذی امر[1] میں جو دیارِ غطفان میں ہے مدینہ منورہ پر حملے کے لیے قبائلیوں کا اجتماع ہو رہا ہے۔ چنانچہ صفر ۳ھ (اگست ۶۲۴ء) میں آپ نے اس طرف (۲۲۔ اگست ۶۲۴ء ۔ ۱۱۔ ستمبر ۶۲۴ء) کا قصد فرما لیا اور صفر کا پورا مہینا اسی مہم میں گزارا لیکن کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلعم کی تشریف آوری کی اطلاع پاتے ہی قبائلی لوگ پہاڑوں میں بھاگ گئے۔ یاقوت نے اس غزوے کی تاریخ ربیع الاول ۳ھ لکھی ہے۔

غزوۂ بحران

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول ۳ھ کا مہینا مدینہ منورہ گزارا۔ پھر قریش مکہ سے جنگ کا ارادہ فرما کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ابن ام کلثوم کو قائم مقام مقرر فرمایا۔ بحران پہنچے جو فرع کے ضلع میں حجاز کی کان تھی۔ اس کا فاصلہ مدینہ منورہ سے کوئی ایک سو میل کے قریب ہوگا۔ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ ۳ھ کے مہینے آپ نے ادھر ہی گزارے[3] لیکن لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

زید بن حارثہ کی مہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ کو ایک جیش کا سرعسکر بنا کر قردہ[4] بھیجا۔ واقعہ یہ ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد قریش نے شام کی تجارت کا عام راستہ ترک کر کے وہ راستہ اختیار کر لیا تھا، جو مدینہ منورہ کے مشرقی جانب تھا اور اسے طریقِ عراق کہتے ہیں۔ بنی بکر بن وائل میں سے فرات بن حیان نام ایک شخص کو رہنمائی کے لیے ساتھ لے لیا تھا۔ زیدؓ بن حارثہ کی مہم کا مقصد یہی تھا کہ اس قافلے کو لوٹا جائے تاکہ مغربی راستے کی طرح قریش مشرقی راستے سے بھی تجارتی مال نہ لے جا سکیں۔ زیدؓ بن حارثہ کو قریش کا تجارتی قافلہ مل گیا، جس میں صفوان بن امیہ اور غالباً ابوسفیان بھی تھا۔ اس قافلے کے پاس زیادہ تر چاندی تھی۔ زیدؓ نے چاندی اور دوسرا مال چھین لیا لیکن اہلِ قافلہ ان کے قبضے میں نہ آ سکے۔ مال لے کر زیدؓ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ قافلے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کیونکر پہنچی؟ نُعیم بن مسعود غطفانی اپنے یہودی دوست کنانہ بن ابی الحقیق نضری سے ملنے آیا۔ نعیم اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس نے قافلۂ قریش کا ذکر کنانہ سے کیا۔ وہاں ایک مسلمان بھی موجود تھا جس نے یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی۔ یہ جمادی الاولیٰ ۳ھ (نومبر ۶۲۵ء) کا واقعہ ہے۔ زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ ایک سو شتر سوار تھے۔ (مولف)

---

[1] دیارِ غطفان میں، جو مدینہ منورہ سے شمالی جانب ہے، ایک مقام۔ غالباً مدینہ سے تین منزل ہوگا یعنی چھتیس یا چالیس میل۔ [2] معجم البلدان جلد اول ص ۲۴۲۔ [3] ربیع الآخر ۳ھ کا آغاز ۱۲۔ ستمبر ۶۲۴ء سے ہوا اور جمادی الاولیٰ ۳ھ، ۱۸۔ نومبر ۶۲۴ء کو ختم ہوا۔ [4] نجد کی جانب ایک چشمہ جو مدینہ منورہ سے دو یا تین روز کی مسافت پر ہے۔

مولانا عنایت اللہ چشتی
سابق خطیب مسجد ختم نبوت کادیان

مرزاجی کا بڑھاپا اور ظالم عشق کا سیاپا

مولانا عنایت اللہ چشتی مجاہدینِ احرار کی باقیات میں سے ہیں۔ آپ کادیان میں مجلس احرار اسلام کے مرکز جامع مسجد ختم نبوت میں بحیثیت خطیب و منتظم خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے اپنی یادداشتوں پر مشتمل کتاب مشاہدات کادیان بھی تحریر فرمائی۔ زیرِ نظر مضمون ۱۹۳۲ء سے بھی پہلے کا تحریر کردہ ہے لیکن اپنی افادیت و نوعیت اور جدت و تنوع کے اعتبار سے آج بھی تروتازہ ہے۔ ہمارے رفیقِ فکر جناب محمد عمر فاروق نے نقیبِ ختم نبوت کے قارئین کے لئے ارسال کیا ہے۔

مضمون میں آنجہانی مرزا غلام قادیانی کے "سوزِ دروں" کو موضوع بنایا گیا ہے اور مولانا نے کہیں کہیں بریکٹ میں تیز وطرار اور شوخ فقرے بھی اِس فرنگی نبی کی "ذاتِ بے برکات" پر چست کئے ہیں۔ لیکن ایسے فقروں کا نوکِ قلم پر آجانا کوئی فکر و اندیشہ کی بات نہیں، چونکہ دقتِ تحریر خود مولانا بھی شباب کے نقطۂ عروج پر تھے۔ اور جوانی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ

اَلشَّبَابُ شُعبَۃُ الجُنُون — کہ جوانی دیوانی ہوتی ہے

اگر کارزارِ حیات کے ایسے ہنگامہ خیز دور میں مرزا ایسا "مریضِ مراق و فراق" ان دیوانوں کے ہتھے چڑھ جائے تو پھر بنتی نہیں بادہ و ساغر کہے بغیر

رہا مرزاجی کا عشق ؟ تو اس بارے میں جوش ملیح آبادی پہلے ہی کہہ گئے ہیں کہ

؎ فطرت میں اس کی سوز اگر شیطان کے قدم لے آنکھوں پر
بیگانہ ہو رسمِ عشق سے گر جبریل کی بھی تعظیم نہ کر

لیجئے مضمون پڑھیئے اور سر دھنیئے۔ (ادارہ)

مرزا جی کے سوانح حیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جناب ابتداءً مفلس و نادار تھے مگر دماغ عیاشی و شاہانہ رکھتے تھے۔ ساتھ ہی عشقِ مجازی کے دل چلے۔ حسنِ بتاں کے دلدادہ اور بھلے مانس آدمی تھے۔ عیاشی کے اسباب مہیا نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ منغض و مغموم رہا کرتے تھے۔ قسما قسم کی عیاریاں و حیلہ سازیاں کیں۔ لیکن نامراد رہے۔ پندرہ روپے کی ملازمت کی۔ حد سے زیادہ کند طبع و غباوۃ کی وجہ سے امتحانِ مختاری میں بُری طرح ناکام رہے۔ آخر تنگ آکر مجددیت، مسیحیت و مہدویت کا ڈھونگ رچایا۔ جو کمپنی کے بعض سمجھدار ممبروں کی وجہ سے ایک حد تک کامیاب رہا۔ اب مرزا جی تھے۔ اور عیش و رنگ رلیاں۔ لیکن جونہی عمر نے پلٹا کھایا۔ سن شریف پچاس سے گزرا۔ مسیحیت و مجددیت نے ڈاڑھی کو بڑھایا تو اس کم بخت قوم صنفِ نازک نے کنارہ کر لیا بس وہی مرزا اور وہی غم و الم سے

شب وعدہ کسی کی انتظاری کیا قیامت ہے
کھٹکتی خار بن کر ہے مہک پھولوں کے بستر کی

الہاموں سے ڈرایا، بہشت کے وعدے دیئے۔ روپے سے ملاقات چاہی لیکن کیا کہوں۔ ڈاڑھی اور بڑھاپے سے اس ذات کو کچھ ایسی نفرت ہے کہ نہ ملی اور نہ ہی ملی۔

پہلا الہام: اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تیری (احمد بیگ) بڑی لڑکی کا رشتہ اپنے لئے طلب کروں۔ اگر تو راضی ہے تو تجھے وہ زمین جو تو چاہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ دوسری زمین بھی تجھے دوں۔ اور تیرے لئے برکت ہو۔ ورنہ تو بھی دو برس میں مرجائے گا اور تیری لڑکی کا خاوند بھی تین برس میں مرجائے گا۔ انتہیٰ ملخصاً آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۲، ۵۷۳

مگر مرزا احمد بیگ نے انکار کیا اور قادیانی کی آرزو کو بُری طرح ٹھکرا دیا۔ اس کے بعد مرزا جی متعدد اشتہار ڈراوے اور دلاسے کے شائع کئے مگر مرزا احمد بیگ کچھ ایسا مستقل ایمان رکھتے تھے کہ کسی کی پروا نہ کی اور جہاں چاہا لڑکی کو بیاہ دیا۔

فرنگی نبی کی عشقیہ داستان

خواہشیں دم توڑ گئیں
آرزوئیں مرجھا گئیں
زندگی برباد ہوئی
عشق میں رسوائی ہوئی، مفت میں بدنامی ہوئی،
تمنائیں پوری نہ ہوئیں
پیشینگوئیاں۔ جھوٹ ثابت ہوئی
الہام کا چکر چلایا دولت کا لالچ دیا
رقعے لکھے، منتیں کیں، پاؤں پکڑے
سفارشیں کرائیں، بددعائیں دیں، دھمکیاں دیں
مگر "محمدی بیگم" نے مرزا جی سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔

اب میں ان خطوط کے چند اقتباسات ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں جس میں مرزا جی نے احمد بیگ کو گوناگوں لالچوں میں پھانسنا چاہا مگر وہ نہ پھنسا۔ قسم قسم کے ڈراووں سے ڈرایا مگر خدا نے اس کے دل کو مضبوط رکھا۔ مگر وہ خداداد بصیرت سے مکروفریب کو تاڑ گیا۔

اقتباس خط مرزا بنام احمد بیگ والد محمدی بیگم مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء

" مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ

میں نہایت عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرماویں۔ میں نے لاہور میں جاکر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں (صاف جھوٹ۔ اس وقت لاہور میں ہزاروں مرزائی کہاں تھے۔ اور غیر مرزائی تمہارے خیال میں مسلمان کیسے، اور ان کی دعائیں کیسی، مؤلف) خدا تعالیٰ اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔

خاکسار عباد اللہ غلام احمد"

خط بنام علی شیر بیگ پھپھڑ محمدی بیگم مورخہ مئی ۱۸۹۱ء

" مشفقی مرزا علی شیر بیگ سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم! میں آپ کو نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں (اس سے مرزائیوں کی باطل تاویل اڑ گئی کہ محمدی بیگم کے رشتہ دار بے دین و بد مذہب تھے۔ اس لئے مرزا صاحب نے ان کو مسلمان بنانے کے لئے سلسلہ جنبانی کی۔ مؤلف) مگر آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور اللہ رسول کے دین کی کچھ پروا نہیں رکھتے (خوب جو مرزا کی رنگ رلیوں میں بھنگ ڈالنے وہ خدا رسول کی کوئی پروا نہیں رکھتا، حاشا وکلا وہ صحیح معنوں میں مسلمان

لہ: نبی، مجدد عاجزی نہیں کرتے

تھے۔ ایک بوڑھے مچھپھڑ مفتری علیٰ اللہ کے حوالے معصوم لڑکی کا کرنا جس کی وجہ دنیاوی لالچ ہو، گناہِ کبیرہ ہے۔ مؤلف) اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے۔ تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض۔ کہیں جائے۔ مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا (معلوم ہوا کہ اس سے پہلے کوئی دینی یا دُنیوی رنجش اور مخالفت نہ تھی۔ مؤلف) اور ان کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے ہیں۔ (خوب۔ جو غریب بوڑھے آدمی کو بلحاظ شفقتِ پدری نوجوان لڑکی نہ دے۔ وہ خون کا پیاسا ہوتا ہے۔ یہ کہاں کی منطق اور کلام میں صریح تناقض۔ اور یہ لکھتے ہیں لڑکی کی وجہ سے عداوت ہو رہی ہے اور یہاں لڑکی کی ضرورت نہیں۔ واہ جی واہ) اور چاہتے ہیں خوار ہوں رُوسیاہ ہوں۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے رُوسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں (جب تجھے بذریعہ الہام معلوم ہوا تھا کہ ضرور حسرت پوری ہو گی تو پریشانی کیسی۔ مؤلف) میں نے خط لکھے کہ پُرانا رشتہ مت توڑو (معلوم ہوا کہ پہلے رشتہ تعلق پیار محبت موجود تھی۔ مرزائیوں کی تاویل تارِ عنکبوت ہو کر اڑ گئی اور ان کا یہ کہنا سراسر دھوکا ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کو شادی کی ضرورت نہیں تھی بلکہ ان لوگوں کو مسلمان بنانا چاہتے تھے۔ مؤلف) بلکہ میں نے سُنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ کہیں مرتا بھی نہیں۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ ابھی مرا بھی ہوتا۔ بے شک میں ناچیز ہوں۔ ذلیل ہوں خوار ہوں (ہائے حسن کی کشش ایک گردن اکڑ مغل کو کیسا کمزور کر دیا۔ دوسری جگہ تو ڈھینگ اُچھالتے ہیں کہ زمین و آسمان میرے حکم میں ہے۔ موت و حیات کا اختیار مجھے مل چکا ہے اور یہاں عشقش چناں گرفت کہ غلام غلام شد کا پورا مصداق بن گئے' مؤلف) آپ اپنے گھر کے آدمی کو تاکید کریں تا کہ بھائی سے لڑائی کر کے ان کے ارادے کو روک دے۔ (کیا کہنے مسیح و مجدد دینی کے کہ لڑائی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ مؤلف) ورنہ مجھے خدائے تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے رشتے ناطے توڑ دوں گا (یہ شہوت کا بخار ہے یا مجددیت کا اثر۔ مؤلف)

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ۔ اقبال گنج۔ ۴؍مئی ۱۸۹۱ء

مرزا فضل احمد کے بڑے لڑکے کی ساس کو دھمکی آمیز خط۔

" والدہ عزت بی بی (فضل احمد کی بیوی) کو معلوم ہو کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک محمدی بیگم مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا (کرشن جی مہاراج کا جوش؟ مؤلف) آج میں نے مولوی نور دین اور فضل احمد (فرزند مرزا) کو خط لکھ دیا ہے کہ فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دیوے اور اگر فضل احمد طلاق لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جاوے گا اور اپنے بعد اس کو اپنا وارث نہ سمجھا جاوے گا اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے گا۔ (شہوت بے شک اندھا کر دیتی ہے۔ لیکن بڑھاپے میں اس قدر غلبہ کہ اپنے فرزند کی بھی پرواہ نہیں اور بلا قصور طلاق پر مجبور کرتے ہیں مؤلف)

غلام احمد از لدھیانہ۔ اقبال گنج۔ مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

جب مرزا احمد بیگ نے کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے نکاح کر دیا تو مرزا صاحب نے بھی رُخ بدل کر اپنی رسوائی پر یوں پردہ ڈالا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور یہی قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے۔ خواہ خدائے تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آئے۔ (دیکھو اشتہار ۲ مئی ۱۸۹۱ء مطبوعہ حقانی پریس لدھیانہ)

اور ابو السعید مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے جواب میں اپنے زخمی دل کو یوں تسلی دیتے ہیں

میری اس پیشین گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں،

۱۔ اول: نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا

۲۔ دوم: نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا ضرور زندہ رہنا

۳۔ سوم: پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی مر جانا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

۴۔ چہارم: اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا

۵۔ پنجم: اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کر لوں۔ اس لڑکی کا زندہ رہنا

۶۔ ششم: پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا (افسوس کہ نہ آئی اور نہ ہی آئی) آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۵)

مرزا جی پر یہ زمانہ ایک خاص کیفیت سے گزر رہا تھا۔ دلِ زخمی پر دشمنوں کے طعنے نمک پاشی کا کام کر رہے تھے۔ دل بیمار تھا۔ طبیب لہو کا پیاسا، پریشان دماغ پر تخیلات فاسدہ کا ہجوم دل کو تسلی دیتے دیتے ذرا آنکھ لگ جاتی تو عالمِ خواب میں بھی وہ ظالم پیچھا نہ چھوڑتے۔ مرزا جی انہیں الہام سمجھ جھٹ شائع کر کے ذریت کو مطمئن کرتے، مجددیت و مسیحیت کا جال تارِ عنکبوت ہو رہا تھا۔ غرض اس حالت کو دیکھ کر ایک سخت سے سخت دشمن کا دل بھی موم ہوتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی مرزا جی کی مستقل مزاجی بردباری کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ اللہ ۱۸۸۸ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک کا طویل عرصہ جس صبر اور استقلال سے گزرا۔ کوئی عاقل اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ان ایام میں مرزا جی جن تصورات و تخیلات سے مجروح دل کی مرہم پٹی کرتے رہے۔ اس کا کچھ نمونہ بھی ہدیۂ ناظرین کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

الہام: اس عورت کو جو احمد بیگ کی عورت کی بیٹی ہے۔ پھر تیری طرف لاؤں گا ..... پھر تیرے نکاح کے ذریعے سے قبیلہ میں داخل کی جائے گی ...... ممکن نہیں کہ معرضِ التوا میں رہے (انجام آتھم ص ۲۱۶) نفس پیشگوئی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۱۱۵)

غرض اس قسم کے سینکڑوں ڈھکوسلے سادہ لوحوں کو سنا سنا کر سینہ تھامتے رہے۔ لیکن جب مرزا سلطان محمد صاحب شوہر محمدی بیگم مرزا کی بیان کردہ موت کے اندر نہ مرا۔ بلکہ پھلتا پھولتا گیا تو مرزا جی نے بھی تصویر کا رخ بدل دیا۔ یعنی ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو محمدی بیگم کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹)

اس تاریخ کو دیکھ کر حساب کرنے سے پتہ چلتا ہے۔ مرزا سلطان محمد کی زندگی کا آخری دن ۸ اکتوبر ۱۸۹۴ء تھا۔ چونکہ خدا کو منظور تھا کہ اس مفتری کو پوری طرح ذلیل کیا جائے۔ اس لئے بجائے زندہ رکھنے کے خدا نے مرزا سلطان محمد کو اس قدر عزت بخشی کہ اولاد عطا ہوئی اور دنیاوی لحاظ سے سنا ہے کہ محمدی بیگم مرحومہ کا بڑا لڑکا میونسپل کمشنر ہے اس ذلت کو دیکھ کر مرزا جی یوں ہانپنے لگے۔

اس پیشین گوئی کا دوسرا حصہ جو اس کے داماد کی موت ہے وہ الہامی شرط کی وجہ سے دوسرے وقت پر جا پڑا اور داماد اس کا الہامی شرط سے اسی طرح متمتع ہوا جیسا کہ آتھم ہوا کیونکہ احمد بیگ کی موت کے بعد اس کے وارثوں میں سخت مصیبت برپا ہوئی۔ سو ضرور تھا کہ وہ الہامی شرط سے فائدہ اٹھاتے۔ اور اگر کوئی

ف: مرزائیوں کا جواب کہ شرطی تھی (کسی طرح) کے لفظ سے اس کی بیخ کنی ہو گئی ۱۲ مؤلف

بھی شرط نہ ہوتی تاہم وعید میں سنت اللہ یہی تھی جیسا کہ یونس کے دنوں میں ہوا۔ پس اس کا داماد تمام کنبہ کے خوف کی وجہ سے اور ان کے توبہ اور رجوع کے باعث سے اس وقت فوت نہ ہوا۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اور انجام وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ خدا کا وعدہ ہرگز ٹل نہیں سکتا۔ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۳
(سبحان اللہ نبی کی کلام متناقض صریح۔ اوپر وعید بتاتے ہیں۔ اور نیچے شوق وصال میں فوت مرزا سلطان محمد کو وعدہ الٰہی قرار دے کر اپنی دیرینہ امید کو نہیں توڑتے۔ مؤلف) سنیئے صاحب اس سے بھی زیادہ واضح تسلی بخش تصور مرزا صاحب کا پیش کرتا ہوں۔ تصور کیا ہے۔ دل جلی چھاتی کا بخار ہے۔ اب بھی ان الفاظ سے گرمئ عشق محسوس ہوتی ہے۔ (مؤلف)

اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیش گوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ تھی۔ لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لیئے وہ بیاہ کے بعد چھ ماہ کے بعد مرگیا اور پیشین گوئی کی دوسری جز پوری ہوگئی۔ اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا۔ اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیشین گوئی کا ایک جزو تھا انہوں نے توبہ کی۔ چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے اس لیئے خدا نے اس کو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی (ہائے گندم بجائے ایک بوڑھے فرتوت کو کس طرح پکار رہا ہے۔ مؤلف) امید کیسی یقین کامل ہے (داد دینے کے قابل ہے عاشق ہو تو ایسا جو کبھی نا امید نہ ہو۔ شاباش۔ مؤلف) یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔
(اخبار الحکم۔ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء۔ مرزا صاحب کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور۔)

حضرات: اوّل تو یہ سب بھونڈ طفل تسلیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا کیوں کہ مرزا سلطان محمد آج تک زندہ ہے۔ دنیا کے ہر قسم کے اسباب سے بہرہ ور ہے۔ محمدی بیگم مرحومہ اپنی زندگی پوری کر کے اپنی خداوند عصمت کو لے کر واصل باللہ ہوئی۔ خداوند کریم اسے اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ مرزا سلطان محمد کاذب کے خوف و ہراس سے ہرگز متاثر نہیں ہوا کیونکہ اگر اسے خوف و ہراس لاحق ہوتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا کہ اسلام کو خیرباد کہہ کر مرزائی ہو جاتا لیکن دنیا جانتی ہے کہ مرزا سلطان محمد صحیح مضبوط انسان ہے یہ کس قدر دجل ہے۔ دیکھتے بھالتے دنیا کو اندھا کرنا چاہتے ہیں۔ جھوٹ سے نہیں شرماتے کہ مرزا سلطان محمد ڈر گیا۔ ہراساں ہو گیا وغیرہ وغیرہ خرافاتِ واہیہ لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ ڈر گیا تو مرزا جی اپنے معشوق سے بکلی نا امید ہونے کے

خوف سے کچھ مہلت دے رہے ہیں اور یقین کامل رکھتے ہیں کہ رقیب کے مرنے سے وصال ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ تمام رسوائی مرزا جی کو اس کے خدا کی طرف سے ہوئی کیونکہ اوّل تو فرشتہ بھیج کر ایک دوا[1] کے ذریعے سے مرزا جی کے اندر پچاس مردوں کی قوتِ باہ جمع کر دی۔ اس کے بعد خود ہی بذریعہ الہام ایک دوشیزہ کے متعلق سلسلہ جنبانی کی تلقین کی۔ کئی قسم کی تسلیاں دیں کہ ضرور تجھے ملے گی۔ اس کو وعدہ سے تعبیر کیا لیکن شاید بعد میں رحم آگیا کہ پچاس مردوں کے حوالہ ایک لڑکی کو کرنا شاید ظلم نہ ہو اس لئے وعدہ کو پورا نہ کیا۔ کیا کہنے نبی کے اور ساتھ اس کے خدا کے دنیا سمجھ لے گی کہ ایسے نبیوں کا خدا کون ہے۔

ابوجہل کو بھی اپنے خدا نے کہا تھا

لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما تراءت الفئتٰن نکص علٰی عقبیہ و قال انی بریٓء منکم الخ (سورۃ انفال پارہ ۱۰)	(بدر کے موقع پر ابوجہل کو اس کے خدا نے کہا) لوگوں میں سے آج کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب دونوں لشکروں کو مقابل ہوتے دیکھا تو پیچھے کھسک کر کہنے لگا میں تم سے بیزار ہوں۔

مرزا جی کو بھی اس کا خدا بارش کی طرح الہامات برسا کر تسلّی دیتا رہا کہ ضرور تجھے ملے گی اور پچاس مردوں کی قوتِ مردمی ٹھنڈی ہوگی لیکن جب پوری شہرت و رسوائی ہو چکی تو ایک وعدہ بھی پورا نہ کیا بلکہ مرزا جی پورے اٹھارہ برس چیختے چلاتے جلتے سڑتے بے نیل مرام اگلے جہان کی طرف لڑھک گئے اور رسوائی کا ڈھنڈورہ آج تک اس کی ذریت سن رہی ہے۔ شرم شرم۔ غرض ۱۹۰۷ء تک تو مردانہ دار عاشقی میں ثابت قدمی کا خراجِ تحسین حاصل کرتے رہے لیکن ۱۹۰۸ء میں کچھ مایوسانہ شکل میں کر کہنے لگے "کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا تھا لیکن بعض ضروری وجوہ کی بنا پر فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ (انتہیٰ ملخصاً۔ تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

---

[1] مرزا جی لکھتے ہیں۔ میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے منہ میں دوائی ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوائیں تھے تیار کی اور پھر اپنے تئیں خدا داد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۳۵ نشان ۱۵)